باب 2

تحریکِ پاکستان اور پاکستان کا قیام
(The Pakistan Movement and Emergence of Pakistan)

تدریسی مقاصد:

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- تحریکِ پاکستان کے تاریخی واقعات مختصراً بیان کر سکیں۔
   ☆ 1857-1940
   ☆ 1940-1947
2- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیامِ پاکستان میں ان کے کردار پر بحث کر سکیں۔
3- قیامِ پاکستان کے بعد درپیش ابتدائی مسائل (معاشی، سیاسی، مہاجرین اور انتظامی) بیان کر سکیں۔
4- گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے کردار اور کارناموں پر بحث کر سکیں۔
5- وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کے کردار اور کارناموں کی خاص طور پر قراردادِ مقاصد 1949ء کے حوالے سے نشاندہی کر سکیں۔
6- 1956ء کے آئین کے نمایاں پہلوؤں کی نشاندہی کر سکیں۔
7- 1958ء کے مارشل لا کی وجوہات کی وضاحت کر سکیں۔
8- ایوب خان کے کارناموں اور اصلاحات کی وضاحت کر سکیں۔
9- 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال کی نشاندہی کر سکیں۔
10- 1965ء کے صدارتی انتخابات اور ان کے سیاست پر اثرات پر بحث کر سکیں۔
11- 1965ء کی جنگ کے دوران پاکستانی عوام اور افواجِ پاکستان کے جذبے کو سمجھ سکیں۔
12- یحییٰ خان کے ایل ایف او کے اہم پہلوؤں پر بحث کر سکیں۔
13- 1970ء کے انتخابات اور ان کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
14- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب پر بحث کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

تحریکِ پاکستان کا پس منظر (Background of Pakistan Movement)

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد 712ء میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوئی۔ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد مسلم حکومت میں زوال کے آثار نمودار ہوئے لیکن اس کے چند ہی سال بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ کی شکل میں ایک مصلح اور مجدّد منظر پر آ جانے سے برصغیر میں اسلام کے احیا اور مسلمانوں کے استقلال کی پرزور تحریک کا آغاز ہوا۔

سیاسی سطح پر انگریزوں نے تجارتی ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر اپنا اثر ورسوخ خوب بڑھایا۔ 1757ء میں بنگال کے نواب سراج الدّولہ نے انگریزوں کا راستہ روکنا چاہا لیکن وہ اپنوں کی سازش کی وجہ سے جنگِ پلاسی میں شہید ہو گئے۔ 1799ء میں میسور کے حکمران ٹیپو سلطان کو بھی اپنوں کی غداری کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ علمی محاذ پر شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادگان اور ان کی اولاد اور پھر ان کے شاگرد سرگرمِ عمل رہے۔ ان کے زیرِ اثر تحریکِ مجاہدین شروع ہوئی، جس کے امیر سید احمد بریلوی شہیدؒ تھے۔

1831ء میں سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفیقِ خاص سید اسمٰعیل شہیدؒ بالاکوٹ میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عسکری سطح پر احیائے اسلام کی آخری کوشش بھی ناکام ہو گئی۔ تبلیغی میدان میں اس تحریک کے اثرات جاری رہے اور خاص طور پر بنگال میں فرائضی تحریک نمایاں ہوئی۔ فرائضی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو فرائض کی ادائیگی اور دعوت وتلقین تھا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی بھی مسلمانوں کے سیاسی احیا اور استقلال کی ایک کوشش تھی۔

تحریکِ علی گڑھ اور سر سید احمد خان
(Aligarh Movement and Sir Syed Ahmed Khan)

☆ جنگِ آزادی میں ناکامی کے ساتھ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ کا سیاہ ترین دور شروع ہو گیا۔ مسلمان بحیثیت قوم انگریزوں کی نفرت اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ ان حالات میں سر سید احمد خان نے تحریکِ علی گڑھ کے ذریعے قوم کی راہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ سر سید احمد خان کی تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد درج ذیل تھے:

1- حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔

2- مسلمانانِ برصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔

3- مسلمانانِ برصغیر کو سیاست سے باز رکھنا۔

☆ آپ 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لیے عملی کام کیا۔ آپ نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

سر سید احمد خان

Web Version of PCTB Textbook

☆ 1859ء میں آپ نے مراد آباد میں ایک سکول قائم کیا۔ 1863ء میں آپ نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 1875ء میں علی گڑھ میں جو سکول قائم کیا، وہ 1877ء میں کالج اور 1920ء میں یونیورسٹی بن گیا۔ بیسویں صدی کے شروع میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی تعلیمی ادارے کا تعلیم یافتہ تھا۔

☆ رسالہ "اسبابِ بغاوتِ ہند" بھی سر سید احمد خان کی ایک اہم سیاسی خدمت تھی۔ اس رسالہ میں آپ نے 1857ء کی جنگِ آزادی کے حقیقی اسباب سے انگریز حکومت کو آگاہ کیا۔ جنگِ آزادی کے بعد سر سید احمد خان کی حیثیت سیاسی مسیحا سے کم نہ تھی۔ مسلمانانِ برصغیر کے وجود کو قائم رکھنے کے لیے آپ آگے بڑھے اور انگریزوں کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی۔

☆ سر سید احمد خان سیاسی طور پر مسلمانوں کو کمزور سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے 1885ء میں قائم ہونے والی انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کو شامل ہونے سے روکا۔ انھوں نے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف توجہ دینے کے لیے کہا تاکہ مسلمان پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر سیاست میں حصہ لیں۔

☆ سر سید احمد خان کے کارنامے ان کی زندگی تک محدود نہ تھے بلکہ انھوں نے ایسی تحریک شروع کی جس نے ان کی وفات کے بعد بھی قومی خدمات کا کام جاری رکھا۔ سر سید احمد خان نے تحریکِ علی گڑھ کے ذریعے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جس سے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کی تشکیل ہوئی۔

تقسیمِ بنگال 1905ء (Partition of Bengal 1905)

برطانوی ہند میں بنگال کا صوبہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے دیگر تمام صوبوں سے بڑا تھا۔ یہاں کا اقتصادی اور معاشی نظام مکمل طور پر ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔ 1905ء میں جس وقت لارڈ کرزن (Lord Curzon) ہندوستان کے وائسرائے تھے، ان کی سفارش پر برطانوی پارلیمنٹ نے انتظامی سہولت کے پیشِ نظر بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ انگریزوں کے مطابق اتنے بڑے اور وسیع صوبے کا انتظام صحیح طریقے سے چلانا ایک گورنر کے بس کی بات نہ تھی۔ اس تقسیم کے نتیجے میں بنگال کے دو صوبے، مشرقی بنگال اور مغربی بنگال بن گئے۔ تقسیمِ بنگال سے ہندوؤں اور مسلمانوں پر مختلف اثرات مرتب ہوئے۔ مسلمان اس تقسیم سے بڑے خوش تھے کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، جو ایک نیا صوبہ بن گیا لیکن ہندو اس تقسیم سے ناخوش تھے۔ وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ پورے بنگال پر ان کی اقتصادی اور سیاسی اجارہ داری اور بالادستی ختم ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں نے تقسیمِ بنگال کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس تقسیم کی منسوخی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انھوں نے عدم تعاون کی تحریک شروع کر دی، انگریزی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، ٹیکسوں کی ادائیگیاں روک دی گئیں اور بالآخر تشدد پر اتر آئے۔ ان حالات میں آخر کار انگریز حکومت نے گھٹنے ٹیک دیے اور 1911ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی گئی۔ اس منسوخی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

Web Version of PCTB Textbook

شملہ وفد 1906ء (Simla Deputation 1906)

سر آغا خان

تقسیم بنگال پر ہندوؤں کے رویے کے پیش نظر مسلمانوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک نئے راستے کا انتخاب کیا۔ یکم اکتوبر 1906ء کو مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد سر آغا خان کی قیادت میں اپنے مطالبات لے کر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ اس وقت مسلمانوں کی کوئی سیاسی جماعت نہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے شدت سے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں قائم ہوئی۔ 1909ء میں مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق بھی دے دیا گیا۔

مسلم لیگ کا قیام 1906ء (Establishment of Muslim League 1906)

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے اہم محرکات یہ تھے:

(i) تقسیم بنگال 1905ء اور ہندوؤں کا ردِ عمل
(ii) انگریزوں کا رویہ
(iii) مسلمانوں کا احساسِ محرومی
(iv) مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کیا جانا

ان محرکات کی وجہ سے مسلمان، جو انگریز اور ہندو تعاون کی وجہ سے دب گئے تھے، متحرک ہوئے اور ایک مشترکہ سوچ کے دائرے میں آ گئے۔ مسلمان لیڈر اکٹھے ہو کر وائسرائے ہند سے ملنے شملہ گئے اور واپس آ کر اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظم کر لیا۔ مسلم لیگ کے قیام کے چیدہ چیدہ مقاصد درج ذیل تھے:

1- مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کارروائیوں کے بارے میں ان کے شکوک وشبہات کو دور کرنا۔

2- مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا۔

3- مسلم لیگ کے مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام سے تعلقات استوار کرنا۔

منٹو مارلے اصلاحات 1909ء (Minto- Morley Reforms 1909)

1905ء میں تقسیم بنگال کی وجہ سے ملک میں سیاسی بے چینی بڑھ گئی تھی۔ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے بیزار ہوتے جا رہے

Web Version of PCTB Textbook

تھے۔ حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے وزیر ہند مسٹر مارلے اور گورنر جنرل لارڈ منٹو نے مل کر ہندوستان کے لیے کچھ اصلاحات مرتب کیں۔ برطانوی پارلیمنٹ نے ان اصلاحات کے بل کو انڈین کونسلز ایکٹ 1909ء کے نام سے پاس کیا۔ عام طور پر ان اصلاحات کو "منٹو مارلے اصلاحات" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان اصلاحات کے تحت مرکزی اور صوبائی قانون ساز کونسلوں میں توسیع کر دی گئی اور ان کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج کرنے کی منظوری بھی دے دی گئی۔ مسلم لیگ نے جداگانہ طریقہ انتخاب کے نفاذ کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنی کامیابی قرار دیا۔ یہ مطالبہ شملہ وفد کے ممبران مسلمانوں نے تین سال قبل یعنی 1906ء میں لارڈ منٹو سے ملاقات کے دوران کیا تھا۔

میثاقِ لکھنؤ 1916ء (Lucknow Pact 1916)

1916ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ اور کانگریس کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے "میثاقِ لکھنؤ" کا نام دیا گیا۔ اس معاہدہ میں پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا گیا اور جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کیا گیا۔ قبل ازیں 1909ء میں منٹو مارلے اصلاحات میں اس مطالبے کو حکومت پہلے ہی تسلیم کر چکی تھی۔ میثاقِ لکھنؤ کی بدولت قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کو "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" قرار دیا گیا۔

Web Version of PCTB Textbook

تحریکِ خلافت 1919ء (Khilafat Movement 1919)

1914ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگِ عظیم میں ترکی نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ جنگ میں جرمنی اور اس کے حلیفوں کو شکست ہوئی۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر ترکی کو سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین اور اردن کے علاقوں سے محروم کر دیا جس سے ترکی کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ اس طرح ترکی کی خلافت کو بچانے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جسے تحریکِ خلافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے مقاصد درج ذیل تھے:

1- ترکی کی خلافت قائم رکھی جائے۔

2- مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔

3- ترکی کی حدود میں تبدیلی نہ کی جائے۔

تحریکِ عدم تعاون 1920ء (Non-Cooperation Movement 1920)

اس تحریک کے اہم مقاصد حسبِ ذیل تھے:

(i) حکومت کے ساتھ عدم تعاون

(ii) سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا

(iii) فوج میں مسلمانوں کا بھرتی نہ ہونا

(iv) انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ

(v) عدالتی بائیکاٹ

(vi) بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں نہ بھیجنا

(vii) انگریزوں کے عطا کردہ خطابات واپس کرنا

تحریکِ ہجرت 1920ء (Hijrat Movement 1920)

1920ء میں چند علماء کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ برصغیر ''دارالحرب'' ہے۔ مسلمانوں کا انگریزوں کی عملداری میں رہنا جائز نہیں۔ انھیں دارالسلام میں ہجرت کر جانی چاہیے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان خاندان اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے۔ افغانستان نے ان کو اپنے ملک میں داخلے کی اجازت نہ دی اور انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا ان کے لیے کچھ نہ تھا۔ مصطفیٰ کمال اتاترک (جدید ترکی کے بانی) نے ترکی میں خلافت کا خاتمہ کر دیا اور یہ تحریک ختم ہو گئی۔

نہرو رپورٹ 1928ء (Nehru Report 1928)

نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے معاہدہ لکھنو پر پانی پھیر دیا اور جداگانہ انتخابات کے اصول کو رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقا کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے دونوں قوموں کے مابین تعلقات خراب ہو گئے۔

قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے چودہ نکات 1929ء (Fourteen Points of the Quaid-e-Azam 1929)

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل درج ذیل رہنما اصول پیش کیے:

-1 آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی جائے۔

-2 تمام صوبوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔

-3 صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

-4 مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

-5 جداگانہ انتخابات کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط طریقہ انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

6- صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔

7- تمام لوگوں کو یکساں مذہبی آزادی دی جائے۔

8- اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

9- سندھ کو بمبئی (ممبئی) سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

10- بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔

12- مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13- صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14- آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی ترجمانی کی بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچہ بھی مہیا کر دیا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ الٰہ آباد 1930ء (Allama Iqbal's Allahabad Address)

مسلمانانِ برصغیر کی یہ خواہش تھی کہ ان کا الگ تشخص تسلیم کیا جائے۔ اس سلسلے کی کڑی علامہ محمد اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد (1930ء) ہے۔ مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے لہٰذا مسلمانوں نے اپنے لیے الگ ملک کا مطالبہ کر دیا جس کو علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے خطبہ میں اس طرح پیش کیا:

علامہ محمد اقبالؒ

''میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے۔ مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔''

قائدِاعظمؒ کی خواہش تھی کہ مسلمان برصغیر میں ایک قوت بن کر ابھریں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اس تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے خطبہ الٰہ آباد میں الگ ریاست کا تصور دیا۔ 1933ء میں چودھری رحمت علیؒ

Web Version of PCTB Textbook

نے علامہ محمد اقبالؒ کے اس تصور کو ''پاکستان'' کا نام دیا۔ قائداعظمؒ نے 1934ء میں مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی اور مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لیے اس جماعت کو مضبوط اور فعال بنایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
پہلی گول میز کانفرنس 1930ء، دوسری 1931ء اور تیسری 1932ء میں لندن میں منعقد ہوئی۔

1935ء کا آئین اور صوبائی خودمختاری (Act 1935 and Provincial Autonomy)

1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک نیا آئین متعارف کرایا جس میں صوبائی خودمختاری کو اولیت دی گئی۔ اس آئین کے تحت 1937ء میں انتخابات کرائے گئے جس میں کانگریس نے واضح اکثریت حاصل کی۔ اکثریت حاصل کرنے کے بعد کانگریس نے مسلمانوں کی الگ شناخت ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں لگانے کی کوششیں کیں۔ مسجدوں کے باہر شوروغل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ سکولوں میں اردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر زور دیا گیا۔ مسلمان بچوں کو ماتھوں پر تلک لگانے کا کہا جانے لگا۔ مسلمانوں کو اُن کے خلاف نفرت پر مبنی بندے ماترم کا ترانہ گانے کے لیے مجبور کیا گیا۔

اس رویے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں میں الگ ملک کے مطالبے کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ 1938ء میں پٹنہ کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں محمد علی جناح کو قائداعظمؒ کے لقب سے نوازا گیا۔ 1939ء میں جب کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات (Day of Deliverance) منایا۔

قراردادِ لاہور 1940ء (Lahore Resolution 1940)

یہ قرارداد مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں قائداعظمؒ کی صدارت میں 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی اور شیرِ بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے پیش کی۔ قائداعظمؒ نے اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور دوقومی نظریہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

قرارداد کا متن:

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متفقہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابلِ عمل اور مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا جب تک مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی روشنی میں تیار نہ کیا جائے یعنی جغرافیائی طور پر جڑی ہوئی وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوں میں کی جائے (علاقوں میں مناسب ردوبدل کے ساتھ) کہ جہاں مسلمان

مینار پاکستان، جہاں قرارداد لاہور منظور ہوئی

Web Version of PCTB Textbook

اکثریت میں ہیں مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے۔ ان کی تشکیل اس طرح آزاد ریاستوں کی شکل میں کی جائے کہ اس میں شامل ہونے والی وحدتیں خود مختار ہوں اور انھیں مکمل اقتدار حاصل ہو۔ اس کے علاوہ ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں بھی اُن کے حقوق اور مفادات کا مناسب تحفظ کیا جائے۔

گاندھی اور ہندوؤں نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ برطانوی پریس نے اس قرارداد کو جناحؒ کا پاکستان قرار دے دیا۔ اس قرارداد کے صرف سات سال بعد مسلمانانِ برصغیر نے اپنی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنالیا۔

کرپس مشن 1942ء (Cripps Mission 1942)

دوسری جنگ عظیم (45-1939ء) کے دوران 1942ء میں حکومت برطانیہ نے سرسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا۔ جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔

کرپس مشن کی تجاویز:

کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں۔

1- جنگ کے بعد برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

2- دفاع، امور خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

3- آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل ہوگا۔ آئین مکمل ہو گیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

4- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

سرسٹیفورڈ کرپس کی یہ تجاویز مسلم لیگ اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتوں نے بھی مسترد کر دیں۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف علیحدہ مملکت کا حصول رہا جس کو کانگریس ماننے کے لیے تیار نہ تھی جس کے لیے مسلمانوں کو اپنی جدوجہد تیز کرنی پڑی۔ 1945ء میں ویول پلان پیش ہوا جس کے خلاف قائداعظمؒ چٹان بن گئے۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی جسے کانگریس نے ماننے سے انکار کر دیا۔

شملہ کانفرنس اور انتخابات (Simla Conference and Election)

جب 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ جنگ میں فتح حاصل کر لے گا تو وائسرائے لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ

Web Version of PCTB Textbook

وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے۔اس کونسل میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد برابر ہوگی۔1945ء میں ان تجاویز پرغور کرنے کے لیے شملہ کے مقام پر کانفرنس کا انعقاد ہوا۔کونسل میں پانچ مسلم اراکین شامل کرنے کی تجویز تھی جبکہ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ وہ ایک مسلم نمائندہ نامزد کرے گی۔قائداعظمؒ نے کہا کہ پانچوں مسلم اراکین کو مسلم لیگ ہی نامزد کرے گی کیونکہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔اسی نکتہ پر شملہ کانفرنس ناکام ہوئی۔

جب شملہ کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ نہ ہوا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے تو اس بات کا فیصلہ 46-1945ء کے انتخابات میں ہوا۔مسلم لیگ نے زبردست کامیابی حاصل کی اور مسلمانوں کے لیے مخصوص نشستوں پر مکمل کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟
شملہ بھارت کی ریاست ہماچل پردیش کا ایک تفریحی مقام ہے۔

کابینہ مشن پلان 1946ء (Cabinet Mission Plan 1946)

1945ء میں انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت آئی۔برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیشِ نظر کابینہ مشن بھیجا جو کہ تین ارکان پر مشتمل تھا۔اس مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے،ایک ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کردی جائے اور دوسری مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کم کر کے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کوشش کی جائے لیکن انتخابات نے ثابت کردیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔

کابینہ مشن کے ارکان نے تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے ملاقات کی مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔16 مئی 1946ء کو ان اراکین نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

1- برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امورِ خارجہ، دفاع اور مواصلات کی ذمہ دار ہوگی۔
2- مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دے دیے جائیں گے۔
3- صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔
4- ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ کثرتِ رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں۔

یومِ راست اقدام (Direct Action Day)

16 اگست 1946ء کو مسلم لیگ نے عوامی سطح پر یومِ راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا کیونکہ ہندو انگریزوں کے بعد برصغیر پر حکومت کا خواب دیکھ رہے تھے۔اس روز برصغیر میں جگہ جگہ جلسے کیے گئے جس میں کانگریس کے عزائم کو بے نقاب کیا گیا۔

Web Version of PCTB Textbook

عبوری حکومت کا قیام (Interim Governmnet)

ستمبر 1946ء میں وائسرائے نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے میدان خالی چھوڑنے کے بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا ارادہ کیا اور عبوری حکومت کے لیے پانچ مسلم لیگی ارکان کے نام تجویز کیے، جن میں لیاقت علی خان، آئی آئی چندریگر، سردار عبدالرب نشتر، راجہ غضنفر علی خان اور اقلیتی رکن جوگندر ناتھ منڈل شامل تھے۔ عبوری حکومت کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات کی وجہ سے مؤثر انداز میں کام نہ کر پائی۔ ان حالات میں مسلم لیگ کا دوقومی نظریے کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ وزیر اعظم برطانیہ نے 20 فروری 1947ء کو اعلان کیا کہ حکومت جون 1948ء تک اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دے گی۔ اس طرح پاکستان کا قیام قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

قائداعظمؒ اور لیاقت علی خان

3 جون 1947ء کا منصوبہ (3rd June 1947 Plan)

3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا گیا جس کی رو سے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ 14 اگست 1947ء تک اقتدار ہندوستان کے نمائندوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ 3 جون 1947ء کے منصوبے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلمان اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ان صوبوں کو تقسیم کر دیا جائے اور صوبوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے گا۔

سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ کے عوام پاکستان یا بھارت میں شمولیت کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعے کریں گے جبکہ بلوچستان کا فیصلہ شاہی جرگہ کرے گا۔ سندھ اسمبلی نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

قانون آزادیِ ہند 1947ء (Indian Independence Act 1947)

3 جون کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادی ہند منظور کیا۔ ہندوستان کو دو ریاستوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کر دیا گیا۔

ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

پنجاب اور بنگال کے علاقوں کی تقسیم کا فیصلہ ہونے لگا تو برطانوی حکومت نے سر ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا۔

Web Version of PCTB Textbook

جس میں پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد جبکہ بھارت کے نمائندے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ تھے۔ یہ سب حضرات ہائیکورٹ کے جج تھے۔

بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور ایس۔اے رحمان جبکہ بھارت کی طرف سے سی۔سی بسواس اور بی۔ کے مکرجی تھے۔ تقسیم کے وقت وائسرائے اور ان کے عملہ نے کانگریس سے گٹھ جوڑ کر کے حد بندی کا فیصلہ کر لیا اور ریڈ کلف کو دستخط کرنے والی مشین کے طور پر استعمال کیا گیا۔ تقسیم میں ریڈ کلف نے مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے بھارت میں شامل کر کے ایک طرف پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا جبکہ دوسری جانب بھارت کی سرحد کو کشمیر کے ساتھ ملا دیا۔ گورداسپور کے راستے بھارت نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا جو آج تک حل نہیں ہو سکا۔ ریڈ کلف کی ناقص منصوبہ بندی کے باعث پاکستان کو کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔

صبحِ آزادی (Dawn of Freedom)

آزادی کا تصور قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 14 اگست 1947ء 27 رمضان المبارک کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیامِ پاکستان میں کردار

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ سیاست میں آپ کی دلچسپی اس وقت شروع ہوئی جب آپ انگلستان میں تھے۔ آپ پہلے کانگریس میں شامل ہوئے۔ اُس وقت وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر بھی کہا جاتا تھا۔

- ☆ 1909ء میں ہندوستان میں ''منٹو مارلے اصلاحات'' کا نفاذ ہوا۔ وائسرائے ہند کی کونسل کے ارکان کی تعداد بھی سولہ سے بڑھ کر اٹھائیس کر دی گئی۔ ممبئی کے مسلمانوں نے اس کے لیے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔
- ☆ 1913ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلم لیگ نے اُن کے کہنے پر اپنے دستور میں ترمیم کرتے ہوئے حکومت خود اختیاری کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ آپ کی مدبرانہ سیاست نے برطانوی راج کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ کانگریس کی مسلم دشمن پالیسیوں کے باعث 1920ء میں کانگریس چھوڑ دی۔
- ☆ دسمبر 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس لکھنو میں ایک ساتھ اپنے اپنے سالانہ جلسے کرنے پر رضامند ہوگئیں۔ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اُنھوں نے اپنے خطبے میں فرمایا ''ہم کوئی انعام یا رعایت نہیں چاہتے اور نہ ہی

Web Version of PCTB Textbook

کسی امتیازی سیاسی سلوک کے آرزومند ہیں''۔ اس مقام پر دونوں سیاسی جماعتوں نے ایک تاریخی معاہدہ کیا جسے ''میثاقِ لکھنؤ'' کہتے ہیں۔ اسی مقام پر اُنھیں ''ہندو مسلم اتحاد کے سفیر'' کے لقب سے نوازا گیا۔

☆ 1919ء میں حکومت برطانیہ نے رولٹ ایکٹ منظور کیا۔ اس کے تحت حکومت کو وارنٹ اور مقدمہ چلائے بغیر گرفتاری کا اختیار دے دیا گیا۔ اس قانون کے تحت ملزم کو صفائی کا موقع دیے بغیر خفیہ مقدمہ چلایا جا سکتا تھا۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسودہ قانون کی مخالفت کی اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔ احتجاجاً انھوں نے وائسرائے ہند کی کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔ اس موقع پر انھوں نے فرمایا:- ''میں محسوس کرتا ہوں کہ جو حکومت زمانۂ امن میں ایسے قانون کو منظور کرتی ہے وہ مہذب حکومت کہلانے کا کوئی حق نہیں رکھتی تاہم مجھے امید ہے وزیرِامورِہند تاجدارِ برطانیہ کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ اس کالے قانون کو مسترد کر دے''۔

☆ 1929ء میں قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔

☆ تین گول میز کانفرنسیں 1930ء سے 1932ء تک لندن میں ہوئیں۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی دو کانفرنسوں میں شرکت کی۔ یہ کانفرنسیں ناکام ہو گئیں۔

☆ حکومت برطانیہ نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء منظور کیا۔ مگر کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے ہی اسے ناپسند کیا۔ تاہم اس کے صوبائی حصہ کو قائدِاعظمؒ کی تحریک پر قبول کر لیا گیا۔ 37-1936ء کے عام انتخابات میں دونوں جماعتوں نے حصہ لیا۔

☆ 1934ء میں قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے سرکردہ مسلم لیگی رہنماؤں کے کہنے پر انگلستان سے وطن واپس آ گئے۔ ان کو مسلم لیگ کی صدارت سونپ دی گئی۔ آپ نے دن رات ایک کر کے مسلمانوں کو اس کے

Web Version of PCTB Textbook

پرچم تلے جمع کیا۔ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے مسلمانوں نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک الگ خطہ کی ضرورت ہے جس میں وہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اپنی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ اس جلسہ کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔

☆ مسلم لیگ نے 46-1945ء کے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کر کے انگریزوں اور ہندوؤں پر واضح کر دیا کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ اِن انتخابات میں آپ کی قیادت میں مسلم لیگ نے مرکز میں 100 فیصد اور صوبائی اسمبلیوں میں 90 فیصد کامیابی حاصل کی۔

☆ آپ نے کابینہ مشن کی تجاویز کا، جن کے تحت انگریز کانگریس کو حکومت دینا چاہتے تھے، ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہندوؤں کی ہر چال کو ناکام بنا دیا۔ اِس مشن کو بالآخر تسلیم کرنا پڑا کہ مسلم لیگ کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

☆ 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ 15 اگست 1947ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس نئی اسلامی خود مختار ریاست کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ دن رات اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اُن کو آرام کا ہرگز موقع نہ ملا۔ جس کی وجہ سے ان کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی۔ جولائی 1948ء میں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آخر کار 11 ستمبر 1948ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1948ء میں پہلی عرب اسرائیل جنگ ہوئی اور 1948ء میں ایک ہندو انتہا پسند کے ہاتھوں گاندھی کا قتل ہوا۔

Web Version of PCTB Textbook

ریاست کا استحکام اور آئین کی تیاری، 56-1947ء

(Consolidation of the State and making of Constitution, 1947-56)

پاکستان کو آغاز ہی میں آئین سازی کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ قیام پاکستان کے وقت حکومتی امور کو چلانے کے لیے کوئی آئین موجود نہ تھا لہٰذا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء ہی کو بعض ترامیم کے ساتھ اپنایا گیا۔ چونکہ یہ آئین نئی مملکت کے تقاضوں اور امنگوں کے مطابق نہ تھا اس لیے اس کی جگہ قومی احساسات سے ہم آہنگ آئین بنایا گیا، جس کے تحت وفاقی نظام رائج کیا گیا۔ 10 اگست، 1947 کو عبوری آئین کے تحت آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا یہ اسمبلی آئین سازی کے علاوہ مرکزی پارلیمنٹ کا کردار بھی ادا کر رہی تھی۔

ابتدائی مسائل (Early Problems)

پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہی بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

قیام پاکستان کے اعلان کے بعد دونوں ممالک کی سرحدوں کے تعین کے لیے وائسرائے نے 30 جون 1947ء کو پنجاب اور بنگال میں حد بندی کمیشن مقرر کیے۔ ایک انگریز قانون دان مسٹر ریڈکلف کو دونوں کمیشنوں کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ اختلافات کی صورت میں اسے ثالثی فیصلہ کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ اس کمیشن نے جو فیصلہ کیا اسے ریڈکلف ایوارڈ کہتے ہیں۔ ریڈکلف ایوارڈ میں سرحدوں کے بارے میں جو اعلان کیا گیا تھا وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تھا۔ ماؤنٹ بیٹن اور ریڈکلف نے کانگریس نوازی اور ہندو دوستی کا پورا پورا خیال رکھا۔ پاکستان سے ملے ہوئے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔ گورداسپور کا مسلم علاقہ بھارت کو دے کر کشمیر تک اس کی رسائی کو ممکن بنا دیا۔ اس طرح مسئلہ کشمیر پیدا ہوا، جو آج تک حل طلب ہے۔

2- مہاجرین کی آبادکاری (Settlement of Migrants)

آزادیِ ہند اور قیام پاکستان کے وقت کہیں بھی یہ بات طے نہ تھی کہ پاکستان کے ہندو بھارت جائیں گے اور بھارت کے مسلمان پاکستان چلے جائیں گے۔ بات تو یہ تھی کہ مسلمان اکثریت کے علاقے پاکستان کو مل جائیں گے جن میں اقلیتیں اپنی پوری آزادی کے ساتھ سبز پرچم کے سایہ تلے رہ سکیں گی۔

ہجرت کا ایک منظر

ہندو مسلم فسادات نے نئی مملکت میں مسائل میں مزید اضافہ کر دیا۔ بھارت میں پُرامن آباد مسلمانوں کی بستیاں جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا اور زبردستی مسلمانوں کو پاکستان میں دھکیل دیا گیا۔ یہ مہاجرین اس حال میں پاکستان آئے کہ نئی مملکت کو ان کی بحالی اور آبادکاری میں خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بے حال لاکھوں لوگ بہت سی مشکلات برداشت کر کے پاکستان آئے۔ مہاجرین میں زخمی اور بیمار بھی تھے جن کو مہاجر کیمپوں میں رکھا گیا جہاں ہیضے کی وبا پھوٹ پڑی۔ علاج معالجے کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اگرچہ یہ نئی مملکت کے لیے ایک زبردست آزمائش تھی مگر مسلمانوں نے دل کھول کر اپنے مہاجر بھائیوں کی مالی امداد کی۔ انھیں کھانا اور لباس مہیا کیا۔ آخرکار یہ مشکل وقت بھی گزر گیا۔

Web version of PCTB Textbook

3- انتظامی مشکلات (Administrative Problems)

قیام پاکستان کے وقت کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔مرکزی دفاتر کے لیے گورنر ہاؤس اور سیکرٹریٹ کی عمارتیں خالی کرائی گئیں مگر گنجائش کم تھی اس لیے شہر کے مختلف حصوں میں عارضی دفاتر قائم کئے گئے۔حتیٰ کہ وزیر بھی بنیادی دفتری سہولتوں سے محروم تھے۔ نظم ونسق کا یہ ڈھانچہ اس لیے تباہ حال تھا کہ ماہر اور تجربہ کار عملہ موجود نہ تھا۔سول سروس کے کل 81 مسلمان افسر پاکستان کے حصے میں آئے جن میں سے زیادہ تر کو اعلیٰ عہدوں کا کوئی تجربہ نہ تھا۔

مرکزی حکومت کا ریکارڈ اور سازوسامان اس لیے کراچی نہ پہنچ سکا کہ ہندوؤں اور سکھ فسادیوں نے ریل کی وہ پٹڑیاں ہی اکھاڑ دیں جن پر چل کر ریل گاڑی نے پاکستان پہنچنا تھا۔ بھارتی فضائی کمپنیوں نے مسلمانوں کو جہاز کرائے پر دینے سے انکار کر دیا۔ جو سرکاری ملازمین کسی طرح پاکستان پہنچ چکے تھے ان کے لیے رہائش کا کوئی بندوبست نہ تھا مگر ان لوگوں نے ہمت نہ ہاری اپنی تمام تر انتظامی صلاحیتیں قوم کے لیے وقف کر دیں اور پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔

4- معاشی مشکلات (Economic Problems)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو کئی معاشی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا۔آزادی کے وقت پاکستان کے زیادہ تر علاقے پسماندہ تھے۔نقل وحمل اور مواصلات کی سہولتیں ناکافی تھیں۔انگریزوں اور ہندوؤں نے جان بوجھ کر مسلم آبادی والے علاقوں کو پسماندہ رکھا۔ یہاں سے وہ اپنی فوج کے لیے جوان تو بھرتی کر کے لے جاتے تھے مگر یہاں کارخانے اور ملیں لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس بدنیتی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی 75فی صد پٹ سن مشرقی بنگال میں پیدا ہوتی تھی مگر پٹ سن کے سارے کارخانے مغربی بنگال میں تھے اور اس پر مکمل کنٹرول ہندوؤں کا تھا۔تقسیم کے وقت متحدہ ہندوستان میں کپڑے کے 394 کارخانے تھے مگر پاکستان کے حصہ میں صرف 14 کارخانے آئے۔بینکوں کی کل شاخیں 487 تھیں مگر پاکستان کے حصے میں 69 شاخیں آئیں۔ان کا بھی سارا سرمایہ ہندو اپنے ساتھ لے گئے۔دراصل کانگریس کی سازش یہ تھی کہ جب پاکستان اقتصادی طور پر تباہ ہو جائے گا تو یہ ملک چل نہ سکے گا۔بھارتی حکمرانوں نے پاکستان اور بھارت میں اثاثوں کی مناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔وہ حیلوں، بہانوں سے پاکستان کو اُس کا حصہ دینے سے گریز کرتے رہے۔انھوں نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کیا اور پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لیے۔

5- فوجی اثاثوں کی تقسیم (Distribution of Military Assets)

برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کی تقسیم میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔حکومت برطانیہ نے یہ طے کیا کہ 3 جون 1947ء کے منصوبے کے مطابق بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیے جائیں۔متحدہ بھارت میں

Web Version of PCTB Textbook

16 اسلحہ بنانے والی فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔ بھارتی حکومت اسلحہ بنانے والی فیکٹری تو کیا اس کی مشینری کا کوئی پرزہ بھی پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ کافی تکرار کے بعد طے پایا کہ اسلحہ بنانے والی فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ اپنی اسلحہ بنانے والی فیکٹری قائم کر سکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بنایا گیا حکومت ہند نے اُسے بھی مسترد کر دیا جس سے حالات مزید پیچیدہ ہو گئے۔ یوں پاکستان کو اپنے جائز حصے سے محروم کر دیا گیا۔

6- زرعی مشکلات (Agricultural Problems)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، جہاں نہری آب پاشی کے بغیر زراعت ممکن نہیں۔ تقسیم ہند کے وقت دریاؤں اور نہروں پر اہم ہیڈ ورکس بھی بھارت کو دے دیے گئے جس کے نتیجے میں ہماری نہروں کا کنٹرول بھارت کے پاس چلا گیا۔ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے بھارت نے فیروز پور (دریائے ستلج) اور مادھو پور (دریائے راوی) ہیڈ ورکس سے پاکستان کو پانی کی فراہمی اپریل 1948ء میں روک دی۔ اس چال کا مقصد پاکستان کے زرعی علاقے کو بنجر کرنا اور پاکستان کو معاشی طور پر غیر مستحکم کرنا تھا۔ چنانچہ ''سندھ طاس معاہدہ'' 1960ء کے تحت دونوں ممالک کے درمیان پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل ہوا۔ تین دریا راوی، ستلج اور بیاس بھارت کو اور دوسرے تین دریا سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کو مل گئے۔

7- سیاسی مشکلات (Political Problems)

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کو کئی سیاسی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آزادی کے وقت کئی آزاد شاہی ریاستوں (Princely States) نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا ان میں مناوادر، دیر، سوات، جونا گڑھ وغیرہ شامل تھیں۔ بھارت کو ان ریاستوں کا الحاق پسند نہ آیا اور اس نے جونا گڑھ پر 9 نومبر 1947ء کو قبضہ کر لیا۔ اسی طرح ریاست کشمیر پر بھی بھارت نے 1947ء کے آخر میں قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد قائدِ اعظمؒ کی وفات پر جب قوم غم میں نڈھال تھی بھارت نے 17 ستمبر 1948ء کو حیدرآباد دکن پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس طرح قدم قدم پر بھارت نے پاکستان کے استحکام کے خلاف مسلسل کام کیا۔ کشمیری عوام پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے تھے۔ اسی گومگو کی کیفیت میں ریاست میں تحریکِ آزادی نے زور پکڑا اور آزاد کشمیر کا علاقہ پاکستان میں شامل ہو گیا۔

پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور کارنامے
(Quaid-e-Azam's Role and achievements as First Governor General)

☆ 14 اگست 1947ء کو قائداعظمؒ نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ لیاقت علی خان پاکستان کے وزیرِاعظم مقرر ہوئے۔ نوزائیدہ مملکت کا دستوری ڈھانچہ تیار نہیں تھا۔ 1935ء کے ایکٹ میں مناسب تبدیلیاں کر کے ملک کا نظام اس کے تحت

Web version of PCTB Textbook

چلایا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح ؒ 13 ماہ گورنر جنرل کی حیثیت سے زندہ رہے۔ اس مدت میں آپ نے اپنی بصیرت اور قائدانہ صلاحیتوں سے اہم قومی معاملات کو سلجھایا جس سے پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکا۔

- ☆ قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی قد آور شخصیت نے آزادی کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات کو احسن طریقے سے سلجھایا۔ ہندوؤں نے پاکستان کے لیے ہر طرح سے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جن میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کی بروقت نقل و حمل شامل تھی۔
- ☆ قائداعظم ؒ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا۔
- ☆ پاکستان کا سیکرٹریٹ بنایا اور سرکاری ملازمین کو مکمل دیانتداری اور ایمانداری سے کام کرنے کی تلقین کی۔
- ☆ آپ نے ہندوستان سے افسران کی منتقلی کے لیے خاص گاڑیاں چلوائیں۔
- ☆ ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے سرکاری ملازمین کی نقل و حمل شروع ہوئی۔
- ☆ انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے لیے چودھری محمد علی کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی۔
- ☆ آپ نے سول سروسز کا اجرا کیا اور سول سروس اکیڈمی بنائی۔
- ☆ آپ نے اکاؤنٹس اور فارن سروس کا آغاز بھی کیا۔
- ☆ بحری و بری افواج کو بہتر حالات میں لانے کے لیے ہیڈکوارٹر بنائے گئے۔
- ☆ اسلحہ فیکٹری کا قیام بھی آپ کے دور میں ہوا۔
- ☆ قائداعظم ؒ نے دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ خارجہ پالیسی کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ ہمسایہ ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کیا جو کہ ہماری خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔
- ☆ قائداعظم ؒ کی مدبرانہ شخصیت کی بدولت ہی پاکستان اقوام متحدہ کا رُکن بنا۔
- ☆ قیام پاکستان کے وقت جہاں بے شمار مسائل تھے وہاں تعلیم کے میدان میں بھی کامیابی حاصل کرنا ضروری تھی۔ قائداعظم ؒ نے اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد کرائی۔ آپ کی نظر میں تعلیم کا مقصد اخلاقیات کی تشکیل تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری قوم کی بے لوث خدمت کرے۔ آپ نے نوجوانوں کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔
- ☆ قائداعظم ؒ کے جسم میں جب تک جان رہی انھوں نے پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی۔ خرابی صحت کے باوجود بھی اہم فائلوں کا مطالعہ کرتے تھے۔
- ☆ اگرچہ قائداعظم ؒ کو بیماری نے بہت کمزور کر دیا تھا۔ اس کے باوجود آپ کے حوصلے پست نہ ہوئے تھے۔ مرض کو فرائض کے آڑے نہ آنے دیا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قائداعظم ؒ نے اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کی تو یہ بے جا نہ ہوگا۔

Web Version of PCTB Textbook

پہلے وزیرِ اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کی خدمات اور کارنامے

(Liaqat Ali Khan's Role and Achievements as First Prime Minister)

☆ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان قائد اعظم محمد علی جناح ؒ کے دست راست رہے۔ پنجاب میں داخل ہونے والے مہاجرین کے سیلاب کو سنبھالنا بہت مشکل مسئلہ تھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر آپ نے پنجاب مہاجر کونسل کے چیئر مین کی حیثیت سے مہاجرین کی آباد کاری اور انھیں ضروریات زندگی کی فراہمی کے کام کی نگرانی کی۔ قیام پاکستان کے بعد بھارت میں مسلمانوں سے سخت نفرت کے باعث ہندو مسلم فسادات معمول بن چکے تھے۔ آپ نے پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام رکوانے کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور انسانی خون بہانے کی مکروہ حرکت سے باز رہنے کی اپیل کی۔ انتظامی ڈھانچے کی تشکیل، معاشی زندگی کی بحالی، بجٹ کی تیاری، کشمیر کی جنگ، داخلی انتشار پر کنٹرول اور بھارت کی سازشوں کے خلاف دفاع سمیت تمام درپیش مسائل میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ قوم اور حکومت کی رہنمائی کرتے تھے لیکن ان کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری وزیر اعظم لیاقت علی خان ہی پر عائد ہوتی تھی۔

لیاقت علی خان

☆ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جب قوم کے حوصلے پست ہو رہے تھے اور بھارتی قیادت پاکستان کے خلاف مسلسل سازشیں کر رہی تھی تو ایسے حالات میں آپ ہی قوم کے ترجمان اور قائد تھے۔ لیاقت علی خان کے عہد حکومت میں معاشی ترقی کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کی گئی۔ عوام کو پاکستانی مصنوعات کے فروغ کی ترغیب دی گئی۔

☆ آپ نے 1949ء میں اسمبلی سے قرارداد مقاصد منظور کروائی اور نئے آئین کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی۔ آپ نے 1950ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور اپنی تقریروں میں امریکہ کے عوام اور قائدین کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ آپ نے امریکی قیادت کو پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

☆ لیاقت علی خان کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا تو دونوں رہنماؤں نے مشترکہ پالیسی اختیار کرنے کے لیے مذاکرات کیے۔ 1951ء کے وسط میں جب بھارتی فوجیں پاکستانی سرحد پر جمع ہوئیں تو ملک میں غیر یقینی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ آپ نے قوم کا حوصلہ بلند کرنے اور اس خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے ملک گیر دورہ کیا۔

16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی کے کمپنی باغ میں آپ کو اُس وقت گولی مار کر شہید کر دیا گیا جب آپ ابھی خطاب کے لیے کھڑے ہی

Web Version of PCTB Textbook

ہوئے تھے۔ اُن کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے۔ ''یااللہ! پاکستان کی حفاظت فرما''

قوم نے لیاقت علی خان کو ان کی عظیم خدمات پر ''قائدِ ملّت'' کا خطاب دیا اور کمپنی باغ کو ''لیاقت باغ'' کے نام سے موسوم کر کے ہمیشہ کے لیے ان کی ملّی خدمات کا اعتراف کر لیا۔ آپ کو قائداعظمؒ کے مزار کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

قراردادِ مقاصد (Objectives Resolution)

12 مارچ 1949ء کو اس وقت کے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خان نے قانون ساز ادارے میں ایک قرارداد پیش کی جس میں ان نکات کی نشاندہی کی گئی جن کو بنیاد بنا کر ملک کے مستقبل کا دستور بنانا تھا۔ قومی اسمبلی نے اس قرارداد کو اکثریت سے منظور کر لیا۔ اس قرارداد کو عُرفِ عام میں قراردادِ مقاصد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قراردادِ مقاصد کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت (Sovereignty of Allah Almighty)

اس قرارداد مقاصد میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ساری کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سارا اقتدار اسی کو حاصل ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

(2) اسلامی اقدار کی پابندی (Follow the Islamic Values)

قرارداد مقاصد میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی اقدار مثلاً جمہوریت، آزادی، رواداری اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے گا۔

(3) اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارنے کے لیے بہتر اور مناسب ماحول فراہم کیا جائے گا۔

(4) اقلیتوں کا تحفظ (Protection of Minorities)

پاکستان میں رہنے والے تمام غیر مسلم شہریوں کو اپنے مذاہب اور عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

Web Version of PCTB Textbook

(5) بنیادی حقوق کی فراہمی (Provision of Fundamental Rights)

تمام شہریوں کو کسی نسلی، معاشرتی، معاشی و مذہبی تعصب کے بغیر تمام شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(6) وفاقی نظامِ حکومت (Federal Form of Government)

قرار داد مقاصد میں وضاحت کر دی گئی کہ پاکستان کا نظام وفاقی جمہوری ہوگا، جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے گا۔

(7) پسماندہ علاقوں کی ترقی (Development of Backward Areas)

قرار داد مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے اور انھیں ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔

(8) عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

قرار دادِ مقاصد میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

(9) اُردو قومی زبان (Urdu as National Language)

اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت (Importance of Objectives Resolution)

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد پورے ملک میں خوشی و اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب دستور بنانے کا کام لوگوں کی خواہشات اور مرضی کے مطابق پورا ہو سکے گا۔

(i) قرارداد مقاصد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس قرارداد کی منظوری کے بعد ملک میں دستور بنانے کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جسے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا نام دیا گیا۔

(ii) قرارداد مقاصد نے دستور بنانے کے لیے بنیادی اصولوں کی نشاندہی کر دی۔

(iii) قرارداد مقاصد پاکستان میں بننے والے تمام دساتیر میں بطور ابتدائیہ شامل کی گئی اور 1985ء میں 1973ء کے آئین میں ترمیم کر کے اسے باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

Web Version of PCTB Textbook

پاکستان میں دستور سازی کے مراحل

قرار دادِ مقاصد کی منظوری کے بعد اس بات کا یقین تو ہو گیا کہ ملک کا دستور کن بنیادوں پر بنایا جائے گا اور اس مقصد کے لیے وفاقی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کر دی گئی، مگر آزادی کے فوراً بعد ہی پاکستان ایسے بے شمار مسائل کا شکار ہو گیا کہ دستور سازی پر بھر پور توجہ نہ دی جا سکی۔ سیاسی عدم استحکام اور نا اہل قیادت کی وجہ سے حکومتیں تیزی سے تبدیل ہونے لگیں۔ گورنر جنرل غلام محمد نے ان حالات کے پیشِ نظر آئین ساز اسمبلی 24 اکتوبر 1954ء کو توڑ دی اور نئی اسمبلی کے قیام کا اعلان کیا۔ دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی تھی کہ ملک کا مغربی حصہ چار صوبوں اور مشرقی حصہ ایک صوبے پر مشتمل تھا، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا گیا اور اسے وَن یونٹ کا نام دیا گیا۔ وَن یونٹ کے قیام اور آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے بعد دستور سازی کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا تھا۔

نو منتخب وزیر اعظم چودھری محمد علی نے دستور سازی کے کام کی طرف پوری توجہ دی اور اسے مکمل کیا۔ وفاقی اسمبلی نے نئے آئین کی منظوری دے دی۔

1956ء کے آئین کی اہم خصوصیات (Salient Features of Constitution1956)

پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956ء کو نافذ کیا گیا۔ اس آئین کی اہم خصوصیات درج ذیل تھیں:

(i) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔

(ii) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظامِ حکومت قائم کیا گیا۔

(iii) آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اختیارات کا عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال، قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول اور اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا گیا۔

(iv) آئین میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی کہ شہریوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مکمل شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(v) اس بات کی ضمانت فراہم کی گئی کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تمام دباؤ سے آزاد ہو گی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ملازمت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(vi) 1956ء کے دستور کے مطابق اردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

(vii) 1956ء کے آئین کو تحریری شکل میں تیار کیا گیا تھا۔

Web Version of PCTB Textbook

آئین کی منسوخی (Abrogation of Constitution)

1956ء کا آئین 9 سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا تھا، مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاست دانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت، اعلیٰ قیادت کے فقدان اور غیر سنجیدہ رویّے کی وجہ سے آئین زیادہ دیر نہ چل سکا۔ 1956ء کا یہ آئین دو سال اور 7 ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد اکتوبر 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر دی اور تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ جنرل محمد ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی و صوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود صدر پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھال لیا۔

Web Version of PCTB Textbook

ریاستوں اور قبائلی علاقوں کا پاکستان سے الحاق
(Accession of states and tribal areas to Pakistan)

برصغیر میں لگ بھگ 600 دیسی ریاستیں تھیں جن کو نیم خود مختاری حاصل تھی۔ 3 جون 1947ء کے منصوبہ کے اعلان کے بعد ان ریاستوں نے اپنے جغرافیائی حالات، آبادی اور مذہب کے پیشِ نظر پاکستان یا بھارت، کسی ایک ملک میں شامل ہونا تھا۔ ان میں سے چند ریاستوں کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

-1 ریاست جموں و کشمیر (State of Jammu & Kashmir)

ریاست جموں و کشمیر برصغیر کے انتہائی شمال میں ہے جسے براعظم ایشیا کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت ریاستوں کے حکمرانوں کو اس بات کا حق دیا گیا کہ وہ بھارت یا پاکستان کے ساتھ الحاق کریں۔ کشمیر میں مسلمان بھاری اکثریت میں آباد تھے جنھوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہا مگر کشمیر کا ہندو حکمران راجہ ہری سنگھ بھاگ کر بھارت چلا گیا اور کشمیری عوام کی امنگوں کے خلاف اس کا الحاق بھارت سے کر دیا۔

1948ء میں بھارت نے اپنی فوجیں کشمیر میں بھیج کر اس پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر کشمیری مجاہدین نے موجودہ آزاد جموں و کشمیر کا علاقہ بھارت سے آزاد کرا لیا۔ بھارت اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں لے گیا۔ اقوام متحدہ نے بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ بندی کرا دی۔ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں اس بات کو اکثریت سے منظور کیا کہ کشمیر کا فیصلہ رائے شماری سے کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق کیا جائے گا۔ مسئلہ کشمیر بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک مرکزی مسئلہ ہے جس کے حل کے بغیر خطے کا امن و ترقی خطرے میں ہے۔ اگرچہ پاکستان نے ہر موقع پر بھارت کو مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی دعوت دی ہے مگر بھارت ہر دفعہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا ہے۔ پاکستان اور بھارت اب دونوں ایٹمی طاقتیں ہیں۔ اگر اس مسئلہ پر ایک بار پھر جنگ چھڑ گئی تو یہ ایٹمی جنگ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

-2 ریاست حیدرآباد دکن (Hyderabad Deccan State)

حیدرآباد دکن موجودہ بھارت کی جنوبی ریاستوں آندھراپردیش اور تلنگانہ کا مشترکہ دارالحکومت ہے۔تقسیم برصغیر کے وقت یہاں کا حکمران نظام کہلاتا تھا۔یہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ برطانوی ہندوستان میں یہ ایک الگ ریاست تھی اور اس کا رقبہ 86 ہزار مربع میل تھا۔نظام اپنی ریاست کو خودمختار رکھنا چاہتا تھا لیکن 1948ء میں بھارتی افواج نے نظام کی حکومت کا خاتمہ کر کے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔حیدرآباد دکن اپنی شاندار تاریخ اور ثقافت کی وجہ سے مشہور ہے۔

-3 ریاست جوناگڑھ (Junagarh State)

تقسیم ہند کے وقت اس ریاست کے نواب محمد مہابت خان نے ریاست جوناگڑھ کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرنے کا اعلان کر دیا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی اس کی منظوری دے دی گئی لیکن بھارتی افواج نے 1947ء میں ریاست جوناگڑھ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

-4 ریاست مناوادر (Manavadar State)

تقسیم ہند کے وقت اس ریاست کا حکمران مسلمان تھا۔اس نے پاکستان کے ساتھ اپنی ریاست کے الحاق کا اعلان کر دیا۔ یہ ریاست جوناگڑھ کے ساتھ واقع تھی۔ بھارتی افواج نے جوناگڑھ پر پہلے ہی قبضہ کر رکھا تھا۔ بھارتی افواج نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست مناوادر پر بھی قبضہ کر لیا۔

-5 ریاست سوات، ریاست خیرپور اور ریاست بہاول پور
(Swat State, Khairpur State and Bahawalpur State)

ریاست سوات، ریاست خیرپور اور ریاست بہاول پور کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہوا۔

-6 قبائلی علاقے (Tribal Areas)

قبائلی علاقہ جات 27 ہزار 220 مربع کلومیٹر کے علاقے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد قبائلی علاقہ جات چاروں صوبوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے تھے اور یہ وفاق کے زیرِ انتظام رہے۔2018ء میں یہ علاقے صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہو گئے۔

Web Version of PCTB Textbook

1- ایوب خان کا دور، 1958-1969ء (Ayub Khan Era, 1958-1969)

جنرل ایوب خان کے مارشل لا (27 اکتوبر 1958ء) کے اہم اسباب درج ذیل تھے:

(i) سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

محمد ایوب خان

14 اگست 1947ء کو پاکستان کا قیام برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی تاریخ ساز جدو جہد اور مسلم رہنماؤں کی بے لوث قیادت کا نتیجہ تھا۔ مگر بدقسمتی سے قیام پاکستان کے ایک سال بعد بانی پاکستان قائداعظمؒ وفات پا گئے اور 1951ء میں قائد ملت لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا۔ اس طرح آزادی کے فوراً بعد ہی نوزائیدہ ملک قائداعظمؒ اور لیاقت علی خان جیسے محبِ وطن، مدبر اور دور اندیش رہنماؤں سے محروم ہو گیا۔ ان قائدین کے رخصت ہو جانے کے بعد پاکستان میں اہل سیاسی قیادت کا بحران پیدا ہو گیا۔ اب ملک کی باگ ڈور ایسے قائدین کے ہاتھوں میں آ گئی، جو مطلوبہ قومی وحدت پیدا کر سکے اور نہ ہی صوبائی، لسانی اور معاشی بحرانوں پر قابو پا سکے۔

(ii) انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

پاکستان کو سیاسی بحران سے دوچار کرنے کا ایک اہم سبب انتخابات کا التوا تھا۔ ابتدا میں ملک میں عام انتخابات منعقد نہ ہوئے۔ صرف صوبوں میں باری باری انتخاب کروائے گئے۔ 1956ء کا دستور منظور ہونے کے بعد یہ توقع تھی کہ ایک سال کے اندر اندر انتخابات منعقد کیے جائیں گے لیکن 1957ء میں متوقع انتخابات کو 1959ء تک ملتوی کر دیا گیا۔

(iii) نوکر شاہی کا کردار (Role of Bureaucracy)

قیام پاکستان کے بعد ملک میں جمہوریت کو ناکام کرنے میں بیوروکریسی نے بھی کردار ادا کیا۔ گورنر جنرل غلام محمد، سکندر مرزا اور چودھری محمد علی کا تعلق بھی سول سروس سے تھا۔ مجموعی طور پر نوکر شاہی نے غیر ذمہ دارانہ رویے کا مظاہرہ کیا۔ حقیقت یہ تھی کہ سول سروس میں جو لوگ زیادہ بااثر تھے ان کے دلوں میں اقتدار کی ہوس نے جنم لیا۔ اس صورتحال نے مارشل لا کا راستہ ہموار کیا۔

(iv) پارلیمانی نظام کی ناکامی (Failure of Parliamentary System)

14 اگست 1947ء سے لے کر 7 اکتوبر 1958ء تک پاکستان میں پارلیمانی نظام رائج رہا۔ پہلے گیارہ برسوں میں یہ نظام مکمل طور پر ناکام ہو گیا۔ پارلیمانی نظام کی ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان گیارہ برسوں میں چار گورنر جنرلوں کے تحت سات وزارتیں تشکیل دی گئیں۔ ان میں مسٹر آئی آئی چندریگر کی وزارت مختصر ترین تھی جو صرف دو ماہ تک چل سکی۔ اس سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں ملک

Web Version of PCTB Textbook

معاشی اور سیاسی بحران کا شکار رہا۔ ان حالات سے مارشل لا کے نفاذ کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

(v) دستور سازی میں مسلسل رکاوٹ (Constant Hurdles in Making of Constitution)

پاکستان اور بھارت دونوں ایک ہی وقت میں آزاد ہوئے۔ بھارت نے اپنا دستور اڑھائی سال میں تیار کر لیا لیکن پاکستان کے سیاستدان اس اہم مسئلے کو لٹکاتے رہے۔ آخر کار صورت حال ایسی پیدا ہوگئی کہ مارشل لا کا نفاذ ہو گیا۔

2- بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء (Basic Democracies System 1959)

جنرل ایوب خان نے مارشل لا لگا کر ملک کا انتظام سنبھال لیا تھا۔ وہ کافی عرصے سے سیاست کو قریب سے دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ بطور وزیر دفاع امورِ مملکت میں حصہ لیتے رہے، اس لیے وہ ملکی سیاسی صورتحال سے آگاہ تھے۔ وہ بذاتِ خود صدارتی نظام کے حامی تھے جس میں صدر کو وسیع اختیارات حاصل تھے۔ اسی احساس کے پیشِ نظر 1959ء میں جنرل ایوب خان نے چار سطحی بنیادی جمہوریتوں کا نظام لانے کا فیصلہ کیا۔ اس چار سطحی نظام میں یونین کونسل، تحصیل کونسل، ضلع کونسل اور ڈویژن کونسل شامل تھیں۔

(i) یونین کونسل/ٹاؤن کمیٹی (Union Council/Town Committee)

بڑے دیہی قصبات میں یونین کونسل اور چھوٹے قصبات میں ٹاؤن کمیٹی بنیادی جمہوریتوں کی پہلی منزل تھی۔ ہر یونین کونسل متعدد دیہاتوں پر مشتمل تھی اور پانچ ہزار سے لے کر دس ہزار تک آبادی کی نمائندگی کرتی تھی۔ ہر ایک ہزار افراد کی نمائندگی ایک رکن کرتا تھا۔ یونین کونسل کے نمائندے اپنا ایک چیئرمین منتخب کرتے تھے۔ چھوٹے قصبوں میں ٹاؤن کمیٹی کے ارکان کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ ہر یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی اپنے علاقہ میں اجتماعی ترقی کے فرائض انجام دیتی تھی۔

(ii) تحصیل کونسل/تھانہ کونسل (Tehsil Council/Thana Council)

بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی دوسری منزل تھانہ کونسل اور تحصیل کونسل کہلاتی تھی۔ مغربی پاکستان میں تحصیل کونسل کا چیئرمین تحصیلدار ہوتا تھا۔ تحصیل میں شامل تمام یونین کونسلوں کے چیئرمین تحصیل کونسل کے اراکین ہوتے تھے۔ اسی طرح مشرقی پاکستان میں ہر تھانہ کونسل تمام یونین کونسلوں اور قصبات کی ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمینوں پر مشتمل ہوتی تھی اور اس کا چیئرمین سب ڈویژنل آفیسر ہوتا تھا۔ ہر تھانہ اور تحصیل کونسل اپنی حدود میں واقع یونین کونسلوں کی سرگرمیوں کو بامقصد اور مربوط بناتی تھی۔

(iii) ضلع کونسل (District Council)

ضلع کونسل بنیادی جمہوریت کے نظام کی تیسری اہم منزل تھی۔ یہ ضلع بھر کی یونین کونسلوں، ٹاؤن کمیٹیوں اور یونین کمیٹیوں کے منتخب چیئرمینوں، میونسپل کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور کنٹونمنٹ بورڈوں کے نائب صدر اور سرکاری افسروں پر مشتمل تھی۔ ہر ضلع کونسل کے نصف

Web Version of PCTB Textbook

اراکین نامزد کردہ ہوتے تھے۔ ضلع کا ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر ضلع کونسل کا چیئر مین ہوتا تھا۔

(iv) ڈویژنل کونسل (Divisional Council)

ڈویژن کونسل بنیادی جمہوریت کے نظام کی آخری منزل تھی۔ ہر ڈویژنل کونسل سرکاری (نامزد کردہ) اور منتخب اراکین پر مشتمل ہوتی تھی۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے چیئر مین بلحاظ عہدہ ڈویژنل کونسل کے رکن ہوتے تھے۔ ڈویژنل کمشنر بلحاظ عہدہ ڈویژنل کونسل کا چیئر مین ہوتا تھا۔ ڈویژنل کونسل اپنے ماتحت کنٹونمنٹ بورڈوں اور مقامی اداروں کی سرگرمیوں میں ربط قائم کرتی تھی۔ ڈویژن کے لیے ترقیاتی سکیمیں مرتب کرتی تھی اور حکومت کی جاری کردہ ہدایت پر عملدرآمد کرواتی تھی۔

(v) نظام کی افادیت (Importance of System)

اس نظام کا مقصد عوامی سطح پر لوگوں کے مسائل حل کرنا تھا۔ اس نظام میں گاؤں اور محلے کی سطح پر عوامی نمائندوں کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ یہ عوامی نمائندے اپنے علاقے کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہوتے تھے اور عوام کو جوابدہ بھی ہوتے تھے۔ اس نظام کے قیام سے لوگوں کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ دی گئی اور ان کی سماجی اور فلاحی بہبود کے لیے منصوبے شروع کیے گئے۔ جنرل ایوب خان نے بنیادی جمہوریتوں کے نظام کا حکم نامہ 26 اکتوبر 1959ء کو جاری کیا۔ جس کے نتیجے میں دسمبر 1959ء اور جنوری 1960ء میں ملک میں انتخابات ہوئے جن میں 80,000 نمائندوں کو منتخب کیا گیا۔ فروری 1960ء میں ان نمائندوں نے جنرل ایوب خان پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اس طرح 17 فروری 1960ء کو جنرل ایوب خان نے صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

Web Version of PCTB Textbook

3- مسلم عائلی قوانین 1961ء (Muslim Family Laws 1961)

جنرل ایوب خان نے 1961ء میں مسلم عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔ ان قوانین کے مطابق پاکستان میں پہلی دفعہ نکاح کا اندراج لازمی قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی خلاف قانون قرار دی گئی۔ شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم 18 سال مقرر کی گئی جبکہ لڑکی کی عمر 16 سال مقرر کی گئی۔ طلاق کی صورت میں عدّت کا عرصہ 90 دن رکھا گیا۔ ان قوانین کے تحت دادا کی وراثت میں یتیم پوتے کا حق بھی تسلیم کیا گیا۔

مسلم عائلی قوانین اپنی طرز پر پاکستان میں پہلی قانون سازی تھی۔ جس کا مطالبہ کافی عرصے سے خواتین اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے کیا جارہا تھا۔ اس طرح مسلم عائلی قوانین کے نفاذ سے ان لوگوں کا دیرینہ مطالبہ بھی پورا کیا گیا اور صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرے کے لیے ضروری قوانین کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔

1962ء کے آئین کی خصوصیات (Salient Features of Constitution1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے لیے نیا آئین بنانے کے لیے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے اپنی سفارشات 1961ء

میں صدر کو پیش کیں۔ صدر نے ان سفارشات میں اپنی مرضی کی ترامیم کے بعد پاکستان کے لیے ایک نیا آئین تیار کیا جسے 8 جون 1962ء کو نافذ کیا گیا۔

(i) 1962ء کا آئین تحریری تھا جو کہ 250 دفعات پر مشتمل تھا۔

(ii) 1962ء کا آئین وفاقی نوعیت کا تھا۔ اس دستور میں پاکستان کے دونوں حصوں کو برابر نمائندگی دی گئی۔

(iii) 1962ء کے دستور کے تحت ملک میں صدارتی طرزِ حکومت رائج کیا گیا۔ تمام اختیارات کا منبع صدر کو بنایا۔

(iv) 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں مثلاً: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہ ریاست کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(v) عوام کو بہتر زندگی گزارنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کئی حقوق دیے گئے، جن کو شہریوں کے بنیادی حقوق کہتے ہیں۔

(vi) 1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں کو پاکستان کی قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1962ء کے آئین کی ناکامی (Failure of Constitution 1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے قریباً 10 سال حکومت کی اور ان کے دور میں کئی اصلاحات نافذ ہوئیں اور ملک نے صنعتی میدان میں کافی ترقی کی۔ جنرل محمد ایوب خان کی آمرانہ حکومت کے خلاف عوام نے زبردست تحریک چلائی اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔ آئین کی رُو سے تمام اختیارات صدر پاکستان کے پاس تھے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ 25 مارچ 1969ء کو جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھال لی اور 1962ء کے آئین کو ختم کر دیا۔

4- صدارتی انتخابات 1965ء (Presidential Elections 1965)

1962ء کے آئین کے تحت جنوری 1965ء میں صدارتی انتخاب ہوا جس میں امیدواروں کی تعداد چار تھی لیکن اصل مقابلہ جنرل ایوب خان اور مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان تھا۔ مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح دراصل جنرل ایوب خان کے قائم کردہ آمرانہ نظام کے سخت خلاف تھیں۔ آپ کو کسی عہدے یا اقتدار کا لالچ نہ تھا۔ لیکن ملک کو آمریت سے بچانے کے لیے اور پارلیمانی جمہوری اداروں کو بحال کرنے کی غرض سے آپ نے بڑھاپے اور صحت کی کمزوری کے باوجود اس انتخاب میں حصہ لیا۔

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مادرِ ملّت ہی ایسی شخصیت تھیں جن کو ملک میں ہر دلعزیزی اور مقبولیت حاصل تھی۔ آپ میدان میں نکلیں تو ڈھاکہ سے کراچی تک آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ عوام نے 1958ء میں جس جوش و جذبے سے مارشل لا کا خیر مقدم کیا تھا اور جو اُمیدیں اُس سے وابستہ کی تھیں وہ سرد پڑ چکی تھیں۔ ان کے جوش و جذبے کا یہ عالم تھا کہ مادرِ ملّت کے پنڈال میں پہنچنے سے پہلے ہی جلسہ گاہ میں لوگوں کی کثیر تعداد پہلے سے ہی موجود ہوتی تھی۔

Web Version of PCTB Textbook

1965ء میں BD ممبران کی تعداد 80 ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ بیس ہزار کردی گئی۔صدر ایوب خان نے حکومت چلانے کے لیے 1960ء میں بنیادی جمہوریت کے نظام کے تحت 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ارکان کا انتخاب کیا اور مارشل لا کے دوران ان ارکانِ بنیادی جمہوریت سے اپنی صدارت کی توثیق کروائی۔ان ارکان کی مدت 1965ء میں ختم ہو رہی تھی لہٰذا نومبر 1964ء میں ان کا دوبارہ انتخاب کروایا گیا۔1962ء کے آئین کے مطابق ان ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارہ کی حیثیت حاصل تھی۔ بنیادی جمہوریت کے ارکان نے ایوب خان کو اکثریت سے صدر منتخب کرلیا اور محترمہ فاطمہ جناح کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سیاست پر انتخابات کے اثرات (Impacts of Elections on Politics)

بنیادی جمہوریتوں کا نظام ایوب خان کے زوال کا ایک اہم سبب بنا۔ پاکستان کی حزبِ مخالف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان نام نہاد انتخابات میں ایوب خان پر دھاندلی کا الزام لگایا اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کردیا۔ مشرقی پاکستان میں شدید احساسِ محرومی اور احساسِ عدم تحفظ نے جنم لیا۔مشرقی پاکستان کے عوام نے اپنے چھ نکاتی مطالبے میں ایک نئے آئین کا مطالبہ کر دیا۔جماعتی اور علاقائی عناصر کی ایک مشترکہ عوامی تحریک شروع ہوگئی۔جنرل ایوب خان کے خلاف عوام نے بھی علمِ بغاوت بلند کردیا،جس نے اُس کی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

Web Version of PCTB Textbook

5- پاکستان، بھارت جنگ 1965ء (Pakistan and India War 1965)

بھارت نے قیامِ پاکستان سے ہی پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ہر قسم کی چال چلی،کبھی سرحدی تنازعات تو کبھی پانی کی تقسیم کا مسئلہ،کبھی اثاثوں کی تقسیم میں رکاوٹ اور کبھی کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب کرنا۔ان سب واقعات کی وجہ سے ستمبر 1965ء میں پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔

رن آف کچھ میں پاک بھارت سرحدی تنازعات 1965ء کے موسمِ بہار سے شروع ہو چکے تھے اور کبھی کبھی دونوں اطراف سے ایک دوسرے پر فائرنگ ہوتی رہتی تھی۔اسی طرح کشمیر میں بھی حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے تھے۔بھارت کے وزیرِاعظم لال بہادر شاستری نے کشمیر کے مسئلے کو پاکستان اور بھارت کے تعلقات کے لیے ثانوی حیثیت قرار دیا۔1965ء میں ہی ریاست جموں وکشمیر میں بھارت نے صدارتی راج نافذ کردیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مقبوضہ جموں وکشمیر مکمل طور پر بھارت کا حصہ بن چکا ہے۔اس پر کشمیری عوام نے اس بھارتی تسلط کے خلاف مظاہرے شروع کیے۔ان تمام واقعات نے دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو بڑھا دیا۔

جنگ کے اہم واقعات (Main Events of War)

6 ستمبر صبح 3 بجے بھارت نے غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کیا اور بین الاقوامی سرحد عبور کرتے ہوئے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ان میں لاہور سیکٹر، رن آف کچھ، سیالکوٹ (چونڈہ) اور کشمیر وغیرہ کے محاذ شامل تھے۔

صدر پاکستان جنرل ایوب خان قوم سے خطاب کرتے ہوئے

اس موقع پر صدر پاکستان جنرل ایوب خان نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہمارے بہادر سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ گئے ہیں اور پاکستان کی مسلح افواج بہادری کا مظاہرہ کریں گی۔ ہماری مسلح افواج ناقابلِ شکست جذبے سے دشمن کو شکست دیں گی۔ بھارتی حکمرانوں کو یہ علم نہیں کہ انھوں نے کس قوم کو للکارا ہے۔'' پاکستان کی فوج نے جواں مردی کے ساتھ اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا مقابلہ کیا اور پاکستان کی بہادر عوام نے اپنی فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ ملی نغموں نے عوام اور افواج کے جذبے کو مزید بڑھایا۔ لاہور واہگہ کے محاذ پر میجر راجا عزیز بھٹی اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، دشمن کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔ انھوں نے اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیا مگر دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا اور دشمن بی۔آر۔بی نہر کو عبور نہ کر سکا۔ اس بہادری کے صلہ میں انھیں ''نشانِ حیدر'' سے نوازا گیا۔

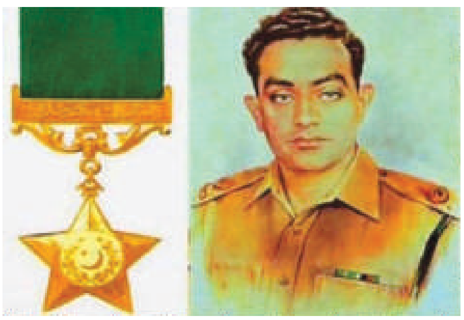
میجر راجا عزیز بھٹی شہید (نشانِ حیدر)

چونڈہ کے مقام پر ٹینکوں کی بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔ ہمارے جوانوں نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کا راستہ روکا۔ ہماری فضائیہ نے بھی اپنی صلاحیت سے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ صرف ابتدائی تین دنوں میں بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ دی گئی۔ فضائی جنگ میں سکواڈرن لیڈر ایم۔ ایم عالم کا نام ہمیشہ کے لیے تاریخ میں رقم ہو گیا جس نے صرف ایک منٹ میں بھارتی فضائیہ کے پانچ جہاز فضا میں تباہ کیے۔ ہمارے فوجی جوانوں نے جنگی تاریخ کے یادگار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا جبکہ عوام کا جذبہ بھی دیکھنے کے قابل تھا۔

جنگ میں دشمن کے خلاف پاکستانی ٹینکوں کی پیش قدمی

1965ء کی جنگ کا ایک منظر

Web Version of PCTB Textbook

جنگ کے اثرات (Impacts of War)

اس عوامی جوش و خروش کے پیشِ نظر پاکستان کے تین شہروں لاہور، سرگودھا اور سیالکوٹ کو ہلالِ استقلال سے نوازا گیا۔ اس جنگ کی بدولت پاکستان کے عوام میں قومی یکجہتی اور اتحاد کی روح پیدا ہوئی۔ پوری قوم نے اپنے ذاتی اندرونی اختلافات کو بھلا کر متحد ہو کر پورے نظم و ضبط کے ساتھ حملہ آور دشمن کا مقابلہ کیا۔ صدر پاکستان کی اپیل پر پوری قوم نے دل کھول کر چندہ دیا۔ نوجوانوں نے ہسپتال جا کر اپنے زخمی فوجی بھائیوں کو خون دیا۔ اس جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے پاکستان کا بہت ساتھ دیا۔ اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا اور مسئلہ کشمیر اجاگر ہوا۔

ہر سال 6 ستمبر کو یوم دفاع کی تقریبات، جوش و خروش اور جذبے سے منائی جاتی ہیں تاکہ ایک دفعہ پھر دشمن کو بتایا جائے کہ تمام سچے جذبے آج بھی اپنے وطن کے لیے ہیں۔ 6 ستمبر 1965ء کی صبح بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اس حملے کے جواب میں ہماری فوج نے جس طرح وطن کا دفاع کیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں وطن عزیز کے لیے قربانی دینے کو بے قرار تھا۔ افواج کے ساتھ ساتھ 1965ء کی پاکستان، بھارت جنگ میں عوام کے جذبوں اور دعاؤں کی بدولت فتح پاکستان کا مقدر بنی۔ قومی یکجہتی، حب الوطنی اور اتحاد نے ہمارا سر پوری دنیا میں اونچا کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان کی بہادر افواج نے بھارت کے دانت کھٹے کر دیے۔ ملک اور قوم کی حفاظت کرنے والے بہادر جوانوں کو سلام کہ جنھوں نے اپنی زندگی کی بھی پروانہ کی اور شہادت کے اونچے مرتبے پر فائز ہو گئے۔

6- معاشی ترقی (Economic Development)

جنرل ایوب خان کے دور حکومت میں معاشی ترقی کی اوسط سالانہ شرح 7 فیصد کے قریب تھی۔ معاشی ترقی کے لیے ایوب خان نے درج ذیل اقدامات کیے:

زرعی شعبے پر توجہ (Focus on Agriculture Sector)

پاکستان کی معیشت کا انحصار زیادہ تر زراعت پر تھا لہٰذا ایوب خان نے زراعت کے شعبے میں مختلف اصلاحات متعارف کروائیں۔ انھوں نے بڑے جاگیرداروں کے لیے زمین کی ملکیت کی حد مقرر کی۔ مزارعوں اور ہاریوں میں زمین تقسیم کی۔ زیادہ پیداوار دینے والے بیج منگوا کر کسانوں میں تقسیم کیے۔ کیمیائی کھادوں کے استعمال کو بڑھایا گیا۔ زراعت کے شعبے میں ٹریکٹر، ہارویسٹر اور تھریشر کو متعارف کروایا۔ آسان شرائط پر زرعی قرضوں کا اجرا کیا تاکہ غریب کسان نئی مشینری، کھادیں اور بیج خرید سکیں۔ آب پاشی کے نظام میں بہتری کے لیے کئی نہریں، ڈیم اور بیراج بنائے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل بھی لگائے گئے تاکہ کاشت کاری کے لیے پانی میسر ہو سکے۔

صنعتی شعبے پر توجہ (Focus on Industrial Sector)

1958ء میں ایوب خان نے مارشل لا کے نفاذ کے بعد نئی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا۔ ملک میں نئی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا جس

Web Version of PCTB Textbook

سے عوام کو روزگار ملا۔ صنعتی برآمدات میں اضافہ ہوا۔ چھوٹی صنعتوں کو ترقی دی گئی۔ صنعت کاروں کو ٹیکسوں اور خام مال کی درآمدات پر چھوٹ دی گئی۔ ٹیکنیکل ٹریننگ کا انتظام کیا گیا۔ بیرونی سرمایہ کاروں کو ملک میں سرمایہ کاری کی ترغیب دینے کے لیے 1959ء میں انویسٹمنٹ پروموشن بیورو (IPB) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ صنعتی شعبوں کی مدد کے لیے سائنسی تحقیق میں اضافہ کے لیے پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (PCSIR) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ 1961ء میں پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد صنعتوں کی ترقی کے لیے طویل اور قلیل مدت کے لیے قرضے دینا تھا۔ پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن (PICIC) کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کی مدد سے صنعتوں کی مالی مدد کی۔ ایکسپورٹ بونس سکیم کا بھی آغاز کیا گیا۔

تعلیمی اور سماجی شعبوں میں بہتری (Improvement in Education and Social Sector)

جنرل ایوب خان کے دورِ حکومت میں تعلیمی اور سماجی شعبوں میں بھی اصلاحات لائی گئیں۔ سکولوں کے لیے نیا نصاب بنایا گیا۔ نئی درسی کتب کی چھپائی عمل میں لائی گئی۔ مختلف صوبوں میں ٹیکسٹ بک بورڈز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نئے سکول کھولے گئے۔ ملک میں نئے کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سماجی شعبے کی ترقی کے لیے آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لیے فیملی پلاننگ کا پروگرام متعارف کروایا گیا۔ جنرل ایوب خان کے دورِ حکومت میں ملکی ترقی میں اضافہ ہوا اور آج بھی معاشی ترقی کے لحاظ سے ایوب خان کا دور مثالی دور سمجھا جاتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

7- جنرل ایوب خان کے دور کے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے
(Five year Development Plans of Ayub Khan's Era)

جنرل ایوب خان کے دورِ حکومت میں دوسرا اور تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ متعارف کرائے گئے:

(i) دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1965ء)

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد اور اہداف کو پورا کرنے کے لیے 23 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور ان کے اہداف میں قومی آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافہ کرنا، لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنا، زرعی پیداوار اور بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنا، گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو بڑھانا اور برآمدات میں اضافہ کرنا وغیرہ شامل تھا۔

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ خاصی کامیابی سے ہم کنار ہوا بلکہ کئی شعبوں میں تو ترقی مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئی۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس منصوبے کی کامیابی سے مزید حوصلہ افزائی ہوئی جو مستقبل کی منصوبہ بندی میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔

(ii) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965-1970ء)

دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا گیا۔اس کے اہم اہداف قومی آمدنی میں اضافہ کرنا، تمام افرادی قوت کو 1985ء تک روزگار فراہم کرنا، غیر ملکی امداد پر انحصار ختم کرنا نیز ملک کے مختلف حصوں میں فی کس آمدنی کے تفاوت کو ختم کرنا تھے۔ان مقاصد کے حصول کے لیے کل 52 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔تیسرا پانچ سالہ منصوبہ پورے طور پر کامیاب نہ ہوسکا اور بیشتر شعبوں میں مقرر کردہ ہدف تک نہ جاسکا۔ دراصل نامساعد حالات نے ابتدا ہی سے تیسرے منصوبے کو گھیر لیا۔ابتدائی دو سالوں میں زبردست خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس سے فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے دفاعی اخراجات بڑھ گئے جس کی وجہ سے ترقیاتی اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی پیدا ہوگئی۔ زرعی ترقی میں کمی ہوئی۔مختصراً تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو صحیح معنوں میں حقیقی وسائل اور بہتر حالات میسر نہ آسکے جو معاشی ترقی کے پروگرام کے لیے درکار تھے۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 25 مارچ 1969ء کو جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو جنرل ایوب خان نے استعفیٰ دے دیا۔

Web Version of PCTB Textbook

1- یحییٰ خان کا دورِ حکومت 1969-71ء (Yahya Khan Regime, 1969-71)

1965ء کے عام انتخابات میں مادرِ ملّت فاطمہ جناح کی شکست اور تاشقند میں صدر ایوب خان اور لال بہادر شاستری کے درمیان ہونے والے معاہدہ تاشقند کو پاکستانی عوام نے قبول نہ کیا جس کے نتیجے میں عوام میں صدر ایوب خان کے خلاف نفرت پیدا ہونے لگی۔طلبہ نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں صدر ایوب کے خلاف احتجاج شروع کر دیا۔ایوب خان کی معاشی اصلاحات کے ثمرات عوام تک نہ پہنچ سکے بلکہ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی۔ اسی دوران صدر ایوب خان کے قریبی ساتھی اور اس وقت کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے معاہدہ تاشقند پر اختلافات کے باعث وزارت خارجہ سے استعفیٰ دے کر ایک نئی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی، جس میں عوام نے بھرپور شمولیت اختیار کی۔ حالات پر قابو پانے کے لیے صدر ایوب نے مارچ 1969ء میں تمام سیاسی قائدین کی ایک گول میز کانفرنس بلائی تاکہ ملک کے سیاسی مسائل کا حل نکالا جاسکے۔لیکن یہ کوشش بھی ناکام ہوگئی۔آخر کار رائے عامہ کے دباؤ کے تحت صدر ایوب خان نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔اس کے بعد فوج کے سربراہ جنرل یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لا لگا کر حکومت سنبھال لی۔ جنرل یحییٰ خان ملک کی سیاسی صورت حال سے پوری طرح آگاہ تھے لہٰذا ملک کی باگ ڈور سیاسی قائدین کے حوالے کرنے کے لیے ملک میں 5 اکتوبر 1970ء کو عام انتخابات کا اعلان کر دیا۔جنرل یحییٰ خان کے مارشل لا لگاتے

جنرل یحییٰ خان

ہی 1962ء کا آئین ختم کر دیا گیا۔ نئی حکومت کی تشکیل تک جنرل یحییٰ خان نے تمام سیاسی قائدین کی مشاورت سے ایک عبوری آئین بنایا جس کو لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کا نام دیا گیا۔

2- لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء (Legal Framework Order 1970)

نومبر 1969ء میں عبوری آئین کی تشکیل کے لیے جنرل یحییٰ خان نے ایک کمیشن ترتیب دیا جس نے 30 مارچ 1970ء کو اسے حتمی شکل میں پیش کیا۔ اس لیگل فریم ورک آرڈر کے اہم نکات درج ذیل تھے:

1۔ مغربی پاکستان سے ون یونٹ کا خاتمہ کر دیا گیا اور چاروں صوبے بحال کر دیے گئے۔

2۔ انتخابات کے لیے عوام کو براہ راست ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔ رائے دہی کے لیے 21 سال کی عمر مقرر کی گئی۔

3۔ صوبوں کے درمیان قومی اسمبلی کی سیٹوں کی برابر تقسیم کو ختم کر کے تمام صوبوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں دی گئیں۔ قومی اسمبلی کی نشستوں کی کل تعداد 313 کر دی گئی۔ جن میں 13 نشستیں خواتین کے لیے مخصوص کر دی گئیں جبکہ خواتین کو جنرل نشستوں پر انتخاب لڑنے کا حق بھی دیا گیا۔

4۔ انتخاب لڑنے کے لیے امیدوار کی کم از کم عمر 25 سال مقرر کی گئی۔

5۔ اگر نئی قومی اسمبلی 120 دنوں کے اندر نیا آئین بنانے میں ناکام رہی تو اسمبلی ختم ہو جائے گی۔

ان تمام نکات کے علاوہ لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء میں مستقبل کے آئین کے لیے ایک پالیسی تشکیل دی گئی، جس کے مطابق ملک کا آئین وفاقی طرز کا ہوگا۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔ آئین میں اسلامی نظریات اور جمہوری اقدار کو مدنظر رکھا جائے گا۔ شہری اپنے بنیادی حقوق کا آزادی سے استعمال کر سکیں گے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے آزاد رکھا جائے گا۔ صوبوں کو خود مختاری دی جائے گی۔ صدر کے پاس اختیار ہوگا کہ آئین کو اس وقت تک منظور نہ کرے جب تک اوپر بیان کردہ نکات آئین کا حصہ نہ ہوں۔ صدر کے پاس آئین کی ترمیم کا اختیار ہوگا اور اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

3- 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کے مطابق قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے عام انتخابات ہوئے۔ یہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پاکستان کی تاریخ میں پہلے انتخابات تھے لہٰذا عوام میں ان انتخابات کے لیے بھرپور جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ ان انتخابات میں تمام سیاسی جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اہم سیاسی جماعتوں میں عوامی لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی بہت مقبول تھیں۔ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا جو کہ عوام میں بہت مقبول ہوا۔

Web Version of PCTB Textbook

انتخابی نتائج کے بعد عوامی لیگ واحد اکثریتی جماعت کے طور پر سامنے آئی جس نے قومی اسمبلی کی 300 جنرل نشستوں میں سے 160 نشستیں جیت لیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 81 نشستیں حاصل کیں۔ باقی نشستیں دوسری جماعتوں اور آزاد امیدواروں کے حصّے میں آئیں۔ اس طرح صوبائی اسمبلیوں کے نتائج بھی مختلف نہیں تھے۔ عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان کی 300 جنرل نشستوں میں سے 288 نشستیں جیت لیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اور سندھ میں اکثریت حاصل کی جبکہ نیشنل عوامی پارٹی (NAP) اور جمعیت علمائے اسلام (JUI) کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں اکثریت ملی۔

ان انتخابات کے نتائج نے واضح کر دیا کہ عوامی لیگ مرکز میں حکومت بنائے گی۔ مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت اور افسر شاہی کو تشویش لاحق ہوئی کیونکہ عوامی لیگ جس منشور کی بنیاد پر جیت کر آئی تھی وہ مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت کو قابلِ قبول نہ تھا۔ لہٰذا نئی حکومت کو اختیارات کی منتقلی میں تاخیر ہوئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں تشویش کی لہر اٹھی۔ جنرل یحییٰ خان نے عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن کے ساتھ مذاکرات کیے لیکن یہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد مشرقی پاکستان میں خانہ جنگی کی صورتحال پیدا ہو گئی۔ بنگالیوں نے بھارت نواز تنظیم مکتی باہنی کی مدد سے آزاد مملکت کا نعرہ لگایا۔ افواج پاکستان کو بغاوت کچلنے کے لیے مداخلت کرنا پڑی۔ اس طرح مشرقی پاکستان میں خون ریز فسادات شروع ہو گئے۔

Web Version of PCTB Textbook

4- مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کا قیام

(Separation of East Pakistan and Emergence of Bangladesh)

1970ء کے عام انتخابات کے بعد جب عوامی لیگ کو مشرقی پاکستان میں کامیابی ملی اور ملک کی باگ ڈور عوامی لیگ کو نہ سونپی گئی تو مشرقی پاکستان میں امن و امان کی صورتِ حال خراب ہو گئی۔ ان حالات کو سنبھالنے کے لیے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل یحییٰ خان نے وہاں پر ایمرجنسی لگا دی۔ پاک فوج نے امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی لیکن حالات روز بروز خراب ہوتے چلے گئے کیونکہ وہاں پر مکتی باہنی نامی تنظیم فسادات پھیلانے میں مصروف تھی۔ ان حالات میں 15 مارچ 1971ء کو ذوالفقار علی بھٹو، جنرل یحییٰ خان اور شیخ مجیب الرحمٰن کی ڈھاکہ میں ملاقات ہوئی تاکہ حالات کو پر امن بنایا جا سکے۔ یہ مذاکرات بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئے۔ کشیدہ حالات کے باعث لاکھوں کی تعداد میں بنگالیوں نے بھارت کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ بھارت نے بنگالیوں کی مدد کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا۔ بھارتی فوج نے باغیوں کو اسلحہ دیا اور ان کی تربیت کرنا شروع کر دی، جس کی وجہ سے پاکستان اور

پیپلز پارٹی کے رہنما ذوالفقار علی بھٹو، عوامی لیگ کے رہنما مجیب الرحمان اور چودھری فضل الٰہی

بھارت کے مابین حالات خراب ہو گئے۔ جنرل یحییٰ خان نے فوج کے مزید دستے مشرقی پاکستان روانہ کیے جس کے نتیجے میں پاک فوج نے بیشتر علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ حالات کو دیکھتے ہوئے بھارت نے مشرقی پاکستان پر اپنی افواج کی مدد سے حملہ کیا۔ مشرقی پاکستان میں موجود پاک فوج نے دو ہفتوں تک بھارتی افواج کو روکے رکھا۔ جب ان کے پاس رسد ختم ہو گئی اور مغربی پاکستان سے مزید امداد نہ پہنچ سکی تو بھارت اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا اور بنگلہ دیش کے نام سے علیحدہ ملک بن گیا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> سانحہ آرمی پبلک سکول پشاور 16 دسمبر 2014ء کو وقوع پذیر ہوا۔

5- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب
(Causes of Separation of East Pakistan)

Web Version of PCTB Textbook

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات کا مختصر جائزہ مندرجہ ذیل عوامل سے لیا جا سکتا ہے:

(i) جغرافیائی فاصلہ (Geographical Distance)

مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا۔ ان دونوں حصوں کے درمیان ملک بھارت تھا جو کہ 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد سے ہی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ ایک ہزار میل فاصلے پر واقع دونوں حصوں میں سیاسی اور ثقافتی رابطے رکھنا بہت دشوار کام تھا۔ دونوں حصوں کی ثقافت بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھی۔ مشرقی پاکستان دوسرے صوبوں کے مقابلے میں معاشی طور پر پسماندہ رہا۔ اس سے مقامی آبادی میں احساسِ محرومی پیدا ہوا جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ایک سبب بنا۔

(ii) تجارت و ملازمت پر ہندوؤں کے اثرات
(Impacts of Hindus on Trade and Services)

مشرقی پاکستان میں تجارت و سرکاری ملازمتوں پر کافی تعداد میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت لوگوں کے اندر علیحدگی کے جذبات کو ابھار رہے تھے۔

(iii) معاشی پسماندگی (Economic Backwardness)

مشرقی پاکستان معاشی لحاظ سے پسماندہ علاقہ تھا۔ کسی بھی حکومت نے اس علاقہ کی معاشی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہ کیے۔

(iv) ہندو اساتذہ کا کردار (Role of Hindu Teachers)

مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پوری طرح ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔انھوں نے بنگالیوں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا اوران کے جذبات کو ابھارا۔

(v) زبان کا مسئلہ (Language Issue)

زبان کا مسئلہ اگرچہ 1956ء اور 1962 کے دساتیر میں حل ہو گیا تھا مگر مشرقی پاکستان کے لوگوں کے اندر زبان کے حوالے سے ایک احساس محرومی پیدا ہو چکا تھا، جو ان اقدامات کے باوجود بھی ختم نہ کیا جاسکا۔

(vi) نمائندگی کی شرح کا مسئلہ (Problem of Representation Ratio)

مشرقی پاکستان کی آبادی 56 فیصد تھی اور وہ آبادی کی اکثریت کی وجہ سے نمائندگی کا حق چاہتے تھے۔اگرچہ انھوں نے 1956ء اور 1962ء کے آئین میں برابری کی بنیاد پر نمائندگی قبول کر لی تھی۔مگر انھیں ان کے جائز حقوق نہ دیے لہٰذا ان میں مایوسی پیدا ہوگئی۔

(vii) بھارت کی مداخلت (Indian Interferance)

بھارت کی مشرقی پاکستان کے معاملات میں بے جا مداخلت نے بھی حالات کو خراب کیا۔ بھارت نے مکتی باہنی کے کارکنوں کو تربیت اورامداد دینے کے علاوہ علیحدگی چاہنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔

(viii) شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات (Six Points of Sheikh Mujeeb-ur-Rehman)

عوامی لیگ کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات نے بھی علیحدگی کو فروغ دیا۔

(ix) 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

1970ء کے عام انتخابات نے حالات کو ایک نئی کروٹ دی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کی مکمل کامیابی کے بعد لوگوں نے ایک نئے انداز سے سوچنا شروع کر دیا۔

بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جنرل یحییٰ خان نے باقی رہ جانے والے مغربی پاکستان میں حکومتِ پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد کر دی کیونکہ اس جماعت کو 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل ہوئی تھی۔اس طرح ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کی تاریخ میں پہلے سول مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا۔ ملک کا نظام چلانے کے لیے ایک عبوری آئین 1972ء میں بنایا گیا اور مستقبل کے آئین کے لیے نئی منتخب ہونے والی قومی اسمبلی کے 25 ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں تمام سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دی گئی۔

Web Version of PCTB Textbook

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

☆ اورنگ زیب عالمگیر نے وفات پائی:

(الف) 1707ء میں (ب) 1708ء میں

(ج) 1717ء میں (د) 1718ء میں

☆ 1906ء میں قائم کی گئی:

(الف) کانگریس (ب) مسلم لیگ

(ج) انجمن حمایت اِسلام (د) مجلسِ احرار

☆ پہلی جنگِ عظیم میں ترکی نے ساتھ دیا:

(الف) رُوس کا (ب) امریکا کا

(ج) جرمنی کا (د) جاپان کا

☆ علما نے برصغیر کو قرار دیا:

(الف) دارالحرب (ب) دارالسّلام

(ج) دارالامان (د) دارالسلطنت

☆ نہرو رپورٹ پیش کی گئی:

(الف) 1938ء میں (ب) 1928ء میں

(ج) 1918ء میں (د) 1908ء میں

Web Version of PCTB Textbook

☆ کرپس مشن ہندوستان آیا:

(الف) 1940ء میں (ب) 1942ء میں

(ج) 1944ء میں (د) 1946ء میں

☆ قائداعظمؒ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر دارالحکومت بنایا:

(الف) اسلام آباد کو (ب) کراچی کو

(ج) لاہور کو (د) فیصل آباد کو

☆ جنرل ایوب خان نے ملک میں مارشل لا لگایا:

(الف) 10 اکتوبر 1956ء (ب) 7 اکتوبر 1957ء

(ج) یکم اکتوبر 1958ء (د) 27 اکتوبر 1958ء

☆ 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی کی نشستیں حاصل کیں:

(الف) 37 (ب) 81

(ج) 112 (د) 160

☆ بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1970ء (ب) 1971ء

(ج) 1972ء (د) 1973ء

2- خالی جگہ پر کریں۔

☆ 1757ء میں بنگال کے نواب --------------- نے انگریزوں کا راستہ روکنا چاہا۔

☆ سرسیّد احمد خان کی ایک اہم سیاسی خدمت رسالہ --------------- کا جاری کرنا تھا۔

☆ یکم اکتوبر 1906ء کو مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد --------------- کی قیادت میں وائسرائے لارڈ منٹو سے ملا۔

☆ فوج کے سربراہ --------------- نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لا لگا کر حکومت سنبھال لی۔

☆ جنرل ایوب خان نے سماجی نظام کی بہتری کے لیے 1961ء میں --------------- قوانین کا نفاذ کیا۔

Web Version of PCTB Textbook

3- کالم الف اور کالم ب کو ملائیں اور درست جواب کالم ج میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
جنرل ایوب خان کے زوال کا ایک اہم سبب بنا	12 مارچ 1949ء میں	
قراردادِ مقاصد پیش کی گئی	پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے	
حکومت برطانیہ نے رولٹ ایکٹ منظور کیا	بنیادی جمہوریتوں کا نظام	
15 اگست 1947ء کو قائداعظم نے حلف اٹھایا	24 اکتوبر 1954ء کو	
گورنر جنرل غلام محمد نے وفاقی اسمبلی توڑ دی	1919ء میں	

Web Version of PCTB Textbook

4- مختصر جوابات دیں۔

- ☆ تحریک علی گڑھ کا بنیادی مقصد تحریر کریں۔
- ☆ مسلم لیگ کے قیام کے پس منظر میں کیا محرکات شامل تھے؟
- ☆ تحریک ہجرت کا کیا سبب تھا؟
- ☆ ریڈ کلف ایوارڈ کا اہم ترین فیصلہ کیا تھا؟
- ☆ قیامِ پاکستان کے بعد مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آئیں، اُن میں سے صرف تین کے نام لکھیں۔
- ☆ قراردادِ مقاصد کے حوالے سے حاکمیتِ اعلیٰ کس کے پاس ہے؟
- ☆ 1956ء کے آئین کی تین خصوصیات بیان کریں۔
- ☆ بنیادی جمہوریتوں کے نظام 1959ء کا تعارف لکھیں۔

5- مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں۔

- ☆ تحریک علی گڑھ پر سیاسی، سماجی اور تعلیمی پہلوؤں سے روشنی ڈالیں۔
- ☆ قائداعظمؒ کے چودہ نکات لکھیں۔
- ☆ قائداعظمؒ کی سیاسی اور آئینی کوششوں کے حوالے سے قیام پاکستان میں کردار کو بیان کریں۔
- ☆ قیام پاکستان کے بعد پیش آنے والی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیں۔
- ☆ قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کو تفصیل سے بیان کریں۔
- ☆ جنرل ایوب خان کے مارشل لا کے اسباب کیا تھے؟ وضاحت کریں۔
- ☆ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے خدوخال بیان کریں۔
- ☆ 1962ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات لکھیں۔
- ☆ لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کا جائزہ پیش کریں۔
- ☆ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام کے اسباب اور اثرات کا جائزہ لیں۔

سرگرمی

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب پر طلبہ کے درمیان ایک گفتگو کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

صدر ایوب خان کے دورِ حکومت میں ہونے والے اہم واقعات سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook